رجسٹرڈ انگلشیہ (   )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی۔ اے۔ ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۸۱)

شرح چندہ
سالانہ .... ؎
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... ؎

شرح چندہ
سالانہ .... ؎
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... ؎

قیمت پرانا پرچہ (۴)

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد (۲) | ۳ امرداد آبان ۱۳۵۱ ف | ۷ رمضان ۱۳۶۱ ہجری | ۱۹ ستمبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۲۳)

ہندوستان کے تہذیبی مسائل

ہم آہنگی کس طرح پیدا ہوسکتی ہے

از

سر عبد القادر

ہر ملک کے تہذیبی مسائل پیچیدہ ہیں لیکن ہندوستان جیسے ملک میں تاریخ کے طویل دور میں مختلف نسلوں اور قوموں کے میل ملاپ اور مختلف تمدنوں کی آمیزش سے یہ مسائل اور بھی پیچیدہ ہوگئے ہیں۔ ہندوستان کی تہذیب کے متعلق اس وقت دو مکتب خیال پائے جاتے ہیں۔ ایک مکتب خیال ہندوستانی تہذیب کی بنیادی وحدت پر زور دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ باوجود سطحی اختلافات کے ہندوستان کی تہذیب دراصل ایک ہے۔ اس مکتب کے پیرو یہ باور کرتے ہیں کہ ہندوستانی تہذیب میں مختلف نسلوں اور اقوام کی مختلف تہذیبیں اس طرح گھل مل گئی ہیں خاص کر ہندو اور اسلامی تہذیب نے ایک دوسرے پر اثر ڈالا ہے اس گروہ کے نزدیک ہندوستانی تہذیب باشندگان ہند کی مشترکہ ملکیت ہے اور ان کے درمیان ترکیبیں یعنی ہندو اور اسلامی تہذیب کو علحدہ اور متمائز سمجھنا مناسب نہیں ہے۔ دوسرا مکتب خیال یہ باور کرتا ہے کہ ہندوستانی تہذیب کو مختلف الاقوام تہذیبوں کا مجموعہ سمجھنا چاہئے جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ موجود ہیں لیکن اہم ترین جماعت ہندو اور اسلامی تہذیب ہیں۔ اس کی حقیقت ان دو اختلافات کے درمیان باقی رہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کے ان دو بڑے فرقوں کی تہذیبوں میں ایک چیز مشترک ضرور ہے لیکن اس وجہ سے تخصیص نہیں کی جاسکتی کہ ان دو تہذیبوں نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے اور ان کا ایک دوسرے میں انضمام نہ ہوسکا۔

میرے خیال میں لفظ تہذیب کی تعریف و تحدید پیش نظر رہے تو زیادہ سہولت بخش ہوگا۔ کسی کا یہ مقولہ ہے کہ ہم مدارس یا جامعات میں جو کچھ کتابوں میں پڑھتے ہیں اس کے بڑے حصہ کو بھول جانے کے بعد جو علم ہمارے ذہن میں باقی رہ جاتا ہے وہ "تہذیب" ہے۔ یہ تعریف بہت دلچسپ ہے مگر اس کا اطلاق ذہنی تہذیب پر ہوتا ہے۔ علم کا ایک بڑا حصہ ایسا ہوتا ہے جو ہم کتابوں سے حاصل نہیں کرتے۔ ایک فرد تہذیب کے بہت سے اجزا اپنی ولادت کے وقت سے اخذ کرتا ہے اور اپنے والدین اور بزرگوں سے حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی طفولیت اور شباب کا ماحول اس کی تہذیب پر اثر انداز ہوتا ہے۔

طرز معاشرت کا اختلاف

ہندوستان کے باشندوں کی زندگی میں ایک چیز مشترک ہے۔ وہ عام طور پر سادہ زندگی کی طرف مائل ہیں بجز ان افراد کے جو دولت مند طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں ہندوستانیوں کا لباس بالعموم سادہ ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مختلف طبقوں میں کردار و اخلاق اور نیز غیرت اور حیا کی نسبت خیالات میں یکسانی پائی جاتی ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم میں بھی بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ شمالی ہند اور جنوب کے بعض حصوں میں ایک مشترکہ زبان اور ادب کا نشو و نما ہندو اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ تہذیب پیدا کرنے کا ذریعہ رہا ہے۔

بہرحال ان مشترکہ امور کے باوجود بہت سے امتیازات اور اختلافات موجود ہیں اور ہر فرقہ کی یہ خواہش ہے کہ اپنی تہذیب کو برقرار رکھے۔ مثلاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی گھریلو زندگی میں یہ امتیاز پایا جاتا ہے کہ ہر فرقہ مختلف قسم کے برتن استعمال کرتا ہے۔ ہندو پیتل کو پسند کرتے ہیں اور مسلمان تانبے کو جس پر قلعی چڑھائی جاتی ہے۔ جو لوگ مغربی تمدن سے متاثر ہوچکے ہیں وہ اب چینی یا چینی کے برتن استعمال کرتے ہیں۔ طرز معاشرت کا یہ اختلاف ملک کے بیشتر حصوں میں پایا جاتا ہے۔ ہر فرقے کی غذا بھی اختلافات کی ایک مثال پیش کرتی ہے۔ ہندوؤں کی اکثریت ترکاری کھاتی ہے اور مسلمان گوشت کھاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوؤں کے بعض گروہ گوشت کھاتے ہیں اور جدید اثرات کے تحت ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے تاہم بحیثیت مجموعی ہندو فرقے کی اکثریت ترکاری استعمال کرتی ہے۔ لباس کے معاملہ میں بھی اختلافات نمایاں ہیں۔ ہندو دھوتی باندھتے ہیں اور مسلمان پاجامہ۔ اس کے علاوہ وضع قطع میں بھی اختلاف ہوتا ہے جو ہندو اور مسلمان پہنتے ہیں۔ ٹوپیوں کی شکل اور وضع میں بھی امتیاز ہوتا ہے۔

ایک بڑا امتیاز جو صدیوں سے چلا آرہا ہے وہ ہر فرقے کے افراد کے ناموں کا اختلاف ہے۔ ہندوستان کا کوئی باشندہ بہت آسانی سے ہندو، مسلمان، سکھ یا پارسی کو اس کے نام سے پہچان سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا کے کسی اور ملک میں ناموں کا اس قدر اختلاف ہے۔ یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ ناموں سے ہر فرقے کی تہذیبی خصوصیت کس قدر واضح ہوتی ہیں۔ مثلاً پارسیوں کے ناموں کا تصور ان کی تجارت سے ہے کہ ناموں سے ان کے پیشے کا پتہ چل جاتا ہے۔ ناموں سے پیشے کا اظہار ہندوؤں میں بھی عام ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے

بقیہ صفحہ دو پر

مملکت

ہفتہ وار

جلد (۲) | ۳ آبان شنبہ ۱۳۵۱ ف | نمبر ۲۳

حیدرآباد میں بیرونی تحریکات

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر جناردھن راؤ دیسائی، مسٹر [illegible] چاری اور سیٹھ منگتی لال [illegible] گیرولال نے مجلس دفاع حیدرآباد کی رکنیت سے استعفا دے دیا ہے لیکن استعفا کی وجہ اخبارات میں ظاہر نہیں کی گئی۔

یاد ہوگا کہ چند ماہ قبل حیدرآباد کے چند مسلم کارکنوں کا ایک اجتماع نواب میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر کے مکان پر ہوا تھا۔ صورت حال پر کافی غور و خوض کے بعد اس اجتماع میں یہ طے کیا گیا تھا کہ بیرونی حملے کے خطرے نے حالات کو اس قدر نازک بنا دیا ہے کہ اس موقع پر سیاسی اور فرقہ وارانہ اختلافات میں الجھے رہنا کسی طرح مناسب نہیں بلکہ سیاسی اختلافات کے باوجود سارے پبلک کارکنوں کو شہری دفاع کے لئے متحد ہو کر یک جہتی کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ بعض کارکنوں نے اس اجتماع میں یہ بھی کہا تھا کہ حکومت سے ہمارے اختلافات ہیں لیکن ان حفاظتی تدابیر میں ہمیں حکومت سے کامل اشتراک عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر چند مسلم کارکنوں کی ایک مشترکہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور ان پبلک کارکنوں نے جن میں نواب بہادر یار جنگ بہادر، مولوی ابو الحسن سید علی اور نواب اکبر علی خان صاحب بیرسٹر کے علاوہ مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر جناردھن راؤ دیسائی، مسٹر [illegible] چاری، سیٹھ منگتی لال [illegible] گیرولال بھی شامل تھے، ایک مشترکہ بیان جاری کیا تھا جس میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ:

"ایسے نازک موقع پر ہم محسوس کرتے ہیں کہ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے سیاسی اختلافات سے قطع نظر کر کے اہل ملک کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کو اپنا اولین فرض قرار دیں۔ سیاسی مسائل اور سرگرمیوں کو جاری رکھنا ہم اس وقت قطعاً نامناسب تصور کرتے ہیں اور متفقہ طور پر حکومت سرکار عالی کی خدمت میں شہری دفاع اور ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے حسب ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں۔"

مجلس دفاع کے قیام کا مطالبہ

اس مشترکہ بیان میں اہم ترین مطالبہ یہ پیش کیا گیا تھا کہ شہری دفاع کی تنظیم سے متعلق ایک مجلس دفاع قائم کی جائے جو سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہو۔ اس بیان کا پبلک نے جس طرح خیر مقدم کیا تھا اس سے سب واقف ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ یہ ہم آہنگی کا پہلا قدم بہت دور رس نتائج پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔ اس کے چند ہی روز بعد نواب سالار جنگ بہادر کی بارہ دری میں اس مشترکہ کمیٹی کی جانب سے ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اہل ملک کی حفاظت کے لئے ایک مجلس دفاع قائم کرے۔ انہوں نے حکومت کو یقین دلایا تھا کہ وہ حفاظتی تدابیر میں حکومت سے کامل تعاون عمل کرنے تیار ہیں۔

حکومت نے اس مشترکہ بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ایک کمیونکے جاری کیا تھا جس میں شہری دفاعی تدابیر سے متعلق چند مسلم کارکنوں کے بیان کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا تھا اور ان کو مبارک باد دی گئی تھی کہ انہوں نے حیدرآباد کی دیرینہ روایات کے مطابق فرقہ وارانہ اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے صورت حال پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالی ہے۔ حکومت نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ شہری دفاع سے متعلق جو بھی تدابیر اختیار کی جائیں ان میں پبلک کارکنوں کو شریک کیا جائے گا۔

حکومت کے اس اعلان کے بعد جون جولائی مجلس دفاع کے قیام میں تاخیر ہوتی گئی۔ بعض حلقوں اور افراد کی جانب سے جن میں استعفا دینے والے حضرات بھی شامل ہیں یہ کہا جا رہا تھا کہ ہم اشتراک عمل کے لئے تیار ہیں مگر حکومت ہمارا اشتراک عمل نہیں چاہتی، اس لئے مجلس دفاع قائم نہیں کی جا رہی ہے۔

اس موقع پر ہم نے اپنی ایک اشاعت میں حکومت کو مجلس دفاع کے فوری قیام کی جانب متوجہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ ان پبلک کارکنوں نے ایک طرف تو سیاسی سرگرمیوں کا جاری رہنا قطعاً نامناسب تصور کیا اور دوسری طرف [illegible] قلابازیوں پر حیران تھے اور یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ان کا منشا کیا ہے۔ [illegible] اس اثنا میں مجلس دفاع قائم ہوئی۔ اس میں ان پبلک کارکنوں کو شریک کیا گیا۔ اس کے ایک رکن وہ بھی ہو گئے اور یہ امید ہو گئی تھی کہ اشتراک اور ہم آہنگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جائے گا۔ مگر اب اخبارات سے یہ اطلاع ملی ہے کہ پانچ ہندو ارکان نے مجلس دفاع کی رکنیت سے استعفا دے دیا ہے حالانکہ مجلس دفاع کے قیام کا وہ خود مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ اس استعفا کے اسباب اور ان پبلک کارکنوں کی روش پر غور کرنے سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ استعفا بیرونی اثرات کا نتیجہ ہے اور یہ پبلک کارکن بیرونی اداروں سے ہدایات حاصل کر رہے ہیں۔ کانگریس کی ہائی کمانڈ کے اشارہ سے ہمارا یہ شبہ یقین کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ معاصر "رہنمائے دکن" نے اس استعفا کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ:

بیرونی تحریک جاری کرنے کی کوشش

"ان استعفوں سے ایک نمایاں امر واضح ہو جاتا ہے۔ ان میں سے اکثر پبلک کارکن ممنوعہ اسٹیٹ کانگریس کے رکن تھے اور بعض کو اس کی سرگرمیوں سے اس قدر ہمدردی تھی کہ ان کا باقاعدہ رکن ہونا ضروری نہیں رہ گیا تھا۔ ان کے لئے یہ بحث کرنے کا موقع ہے کہ جس وقت مجلس دفاع قائم ہوئی تھی کانگریس کی پالیسی یہ تھی کہ سامراجی جنگ میں مزاحمت نہ کی جائے لیکن ۸ اگست کو جب کہ کانگریس نے تحریک سول نافرمانی کی قرارداد منظور کی تو کانگریسیوں اور کانگریس سے ہمدردی رکھنے والوں کے لئے شہری دفاع کی کونسل میں رہنا ممکن نہ تھا۔ انہوں نے بیانات میں پوزیشن صاف کر دیا لیکن ان لوگوں کے لئے جو ان کی روش کا مطالعہ کرتے رہے ہیں، جو پوزیشن صاف کرتے ہیں ان کی یہ تاویل بہت دلچسپ ہے۔ لیکن زیادہ حیرت انگیز وہ وجہ ہے جو انہوں نے استعفا کی نسبت بیان کی ہے۔ ان کی بحث یہ ہے کہ حکومت نے چند پبلک کارکنوں کو گرفتار کر لیا جس سے بے چینی پیدا ہو گئی۔ اس وجہ سے مجلس دفاع میں ان کی موجودگی بے سود ہے۔ ہمارے خیال میں جانی واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ بعض پبلک کارکنوں کی گرفتاری اس وجہ سے عمل میں آئی کہ وہ حیدرآباد میں کانگریس کے اس پروگرام کو جاری کرنا چاہتے تھے جو ہندوستان کے دوسرے حصوں میں جاری کیا گیا ہے۔ مسٹر ویدیہ اور ان کے رفقاء نے [illegible] استدلال کر سکتے ہیں کہ مجلس دفاع کی رکنیت انہوں نے اس غرض سے قبول کی تھی کہ وہ دوران جنگ میں نظم و نسق برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ بعض پبلک کارکنوں کی سرگرمیاں اور [illegible] منتشر گروہ ایسی پر سکون فضا پیدا کر سکتے [illegible] اس کے برعکس جب ان لیڈروں نے قیام امن کی خاطر مجلس دفاع کی رکنیت قبول

کی تحریک کی یہ پوری ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی کہ اس نے آزاد کو بنگلے سے بیرونی [illegible] گروہ سے احتراز کرنے کی تاکید کرتے، گروہ ایسا کرتے تو مجلس دفاع اور ملک کے ساتھ ان کا خلوص ثابت ہو جاتا۔

گروہ بنا پر رنجش صاف کرنے سے حکومت پر الزام نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اپنے قطع سے اس کی نمائندہ حیثیت کا زور کیا ہے۔ لیکن ہمارے اخبار راے ظاہر کرتی ہے کہ جب تک مسٹر کانگریس کی پالیسی صاف اور واضح نہ ہو اس کی نمائندہ حیثیت مشتبہ رہے گی۔ [illegible] جیل سے اندر رہ کر اسی طرح قیادت کا دعویٰ کر سکتے ہیں جس طرح مسٹر [illegible] جیل کے باہر دعویٰ کرتے ہیں۔ اس خط استعفاے حکومت پر بھی یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ رشت کانگریس کے ارکان کے علاوہ بعض لوگ ایسے موجود ہیں جو بعض اختلافات کے باوجود مسائل جنگ اور [illegible] دفاع میں حکومت سے تعاون کر سکتے ہیں مثلاً جہانگیر [illegible] پنڈت اور [illegible] وغیرہ۔

ایک دلفریب پیش کش

اقتباس بالا سے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ [illegible] کن جنھوں نے مجلس دفاع کی رکنیت سے استعفا دیا ہے بیرونی ادارہ اور بیرونی تحریکات سے کیا تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے بارہا اس امر کی جانب اہل ملک کو متوجہ کیا ہے کہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے جو بیرونی مداخلت کو خواہ وہ کسی حکومت کی جانب سے ہو یا کسی ادارہ کی جانب سے گوارا نہیں کر سکتا۔ جب اس امر کی توضیح ہو گئی کہ حیدرآباد کے بہترین مفاد کے لئے اس کو بیرونی تحریکات اور بیرونی سرگرمیوں کے اثرات سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ تو ان پبلک کارکنوں کے خلوص پر شبہ ہوتا ہے جو حیدرآباد کو ایک سیاسی وحدت بھی تسلیم کرتے ہیں اور بیرونی تحریکات کو یہاں رائج کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ مسٹر رنگ راؤ نے جو مجلس دفاع سے استعفا دے چکے ہیں، اپنے ایک مضمون میں یہ تحریر کیا تھا کہ وہ حیدرآباد کی خود مختاری اور قومی حکومت کے قیام کی تحریک پر مسلمانوں سے بہتر کسی شرط کے متحد العمل ہونے تیار ہیں۔ آندھرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے مسٹر رنگ راؤ کی اس پیش کش کا اعادہ کرتے ہوئے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جب حیدرآباد کو سارے ملک کا قائد تسلیم کرتے ہیں اور نواب صاحب کی قیادت میں کام کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ لیکن جب ہم نے دریافت کیا کہ قومی حکومت کی تفصیلات اور ضرورت کو نظر انداز کرکے اور خود مختاری [illegible] کس طرح ہو سکتا ہے تو ہمارے [illegible] کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ہماری طرح [illegible] مسٹر رنگ راؤ کے پیش کش [illegible] کا قرار [illegible] کہ خود مختاری اور قومی حکومت [illegible] حیدرآباد میں کس طرح [illegible]

کی ایک کوشش کی جا رہی ہے اور [illegible] کی منشا خوشنما الفاظ میں چھپایا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں ایسے پیچیدہ طریقے اب زیادہ سودمند نہیں۔ اگر مسٹر رنگ راؤ اور ان کے رفقا نے کانگریس سے واقعی علحدہ ہو کر ملک میں اتحاد چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ بیرونی اداروں اور بیرونی سرگرمیوں سے اپنا تعلق منقطع کریں اور خود مختاری کا نام لے کر حیدرآباد میں بیرونی تحریکات کو جاری کرنے کی کوشش سے باز آئیں۔ اگر وہ نزاعی مسائل کا ایک بار تصفیہ کر لیں گے تو ایک دیرپا اتحاد یقیناً قائم ہو سکے گا۔ نزاعی مسائل کے تصفیہ سے گریز کرکے متحدہ محاذ کا راگ الاپنا ان کے عمل کے خلوص کو ثابت نہیں کرتا۔

بربادی سے بچانے کا واحد طریقہ

مسٹر ہنری فورڈ کی پیشین گوئی

مجھے کامل یقین ہے کہ اس جنگ کے بعد ایک عالمی وفاق قائم ہوگا جس میں قومیت کی تمام حد بندیاں ختم کرکے برابر کر دی جائیں گی اور دنیا کی جمہوریتیں عام امن و امان کی فضا میں خوشحالی سے زندگی گزاریں گی اور سیاسیات برطرف ہو جائے گی اور ایک عالمی سکہ کی ترویج نیز عالمی کفایت عامہ اور عالمی اخبار کا وجود ہوگا۔ اگر ایسا وفاق قائم نہ ہو تو اس جنگ کو ایک اور جنگ کی جو اس سے بھی زیادہ ہولناک ہوگی محض پیش رو سمجھنا چاہئے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ وفاق کی عملی مثال پیش کرتی ہے۔ ہم نے وفاق اس لئے قائم کیا ہے کہ اپنے آپ کو بربادی سے بچانے کا یہی واحد طریقہ تھا۔ یورپ بھی محسوس کر رہا ہے کہ اب وہ بغیر وفاق کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر اس کی حمایت میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنے اثر کو کام میں لائے تو وہاں بھی اسی قسم کا وفاق مجتمع ممکن ہے۔ کسی ملک کو شرکت پر مجبور کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہت جلد ہر ملک جان لے گا کہ خود اپنی خوشی سے وفاق شریک ہونے میں کیا نفع ہے۔ اس وقت نہ تو فوجوں کی ضرورت ہوگی اور نہ لڑائیاں ہوا کریں گی کیونکہ تمام قومیں ایک ہی وفاق کے تحت ایک دوسرے کی ہمسایہ بن جائیں گی۔

معلوم ہوتا ہے ——— اگرچہ مجھے یہ کہنے سے نفرت ہے ——— کہ وہ سبق سکھانے کے لئے جو ہم کسی اور طریقے سے سیکھنے تیار نہیں، اس جنگ کا ہونا ضروری ہے۔ موجودہ جنگ لالچ اور اقتدار کی مجنونانہ ہوس اور مالی نفع کی خاطر لڑی جا رہی ہے۔ اور جب تک ان لوگوں کی عقل لوٹ کر نہ آئے جو اس لڑائی کے ذمہ دار ہیں یہ جنگ کوئی معاملہ نہیں چکا سکتی۔ لیکن اگر موجودہ جنگ کا نتیجہ یہ ہو کہ اقوام عالم کا وفاق قائم ہو جائے اور سیاسی دھاندلی کا وہ ذہنیت دنیا بوڑھی ہو جائیں تو ایسے مستقبل کا یقین ہو سکتا ہے جو تمام نسلوں اور عقیدوں کے لئے سلامتی اور امن و امان کا دور ہوگا۔

جنگ کے اختتام کے بعد زمینات کو بہ یک [illegible] کے ساتھ ترقی دی جائے گی۔ پیداوار فراوان ہوگی اور ہر شخص [illegible] جو اس کی کام میں [illegible] ضرورت [illegible] کے اور اشیاء کے [illegible] میں [illegible]

کی فروگذاشت نہیں کی جس سے [illegible] جنگ کے لئے وقت سے پہلے تیار نہ ہو سکنے کی وجہ پیدا ہوئی۔ ساری دنیا کے سامان کی تیاری نیز انسانی ضروریات اور جنگی احتیاجات کی تکمیل کے لئے یہ سامان کی تیاری ہی امن کی دنیا کی بنیاد ہے شاید اس جنگ کے بعد لوگ سوچ بچار کر سکیں گے۔ اگر آپ لوگوں کو سوچنے پر مائل کریں تو کوئی غلطیوں کا اعادہ کرنے کے بجائے وہ صحیح طور پر سوچنے لگیں گے، تعلیم اور علم کے ذریعہ ہم خوشی اور آسودگی حاصل کر سکتے ہیں۔

مجھے اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں کہ موجودہ جنگی مشغولیت عورتوں کی ترقی ہوئی ہے اور جب جنگ ختم ہونے پر عام گھریلو زندگی سے صورت کی کچھ اپیٹ دیں گی۔ اس کے برخلاف جنگ کے بعد عورتیں گھروں میں اپنی جگہ سنبھال لیں گی۔ یہ جنگ بہت بڑی انسانی ضروریات فراہم کرتی جا رہی ہے اور ساتھ ہی کئی چیزیں تیار کر رہی ہے جنھیں اس وقت بہت سا کام مل جائے گا جبکہ امن قائم ہو جائے اور سب لوگ مل کر عالمی وفاق تعمیر کریں۔

مراسلات

کپڑوں کی گرانی

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب مخبر دکن

احساس خوردہ فروشی کو گرانی کو قابو میں رکھنے کے لئے حکومت نے کمیٹیوں کا تعین کیا ہے اور ان پر گرانی قائم کی ہے ملک کے غریب اور متوسط طبقوں کو ایک بڑی پریشانی سے بچایا گیا۔ تو پھر کی جاتی ہے کہ دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں پر حکومت توجہ کرے گی اور ان کی قیمتوں کا تعین کیا جائے گا۔ مگر یہ توجہ پوری نہیں ہوئی۔ احساس خوردہ کے بعد ضروریات زندگی میں پارچہ کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ آج کل پارچہ کی قیمتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں اور روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں کہ غریب کے لئے کپڑا خریدنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ پارچہ فروش اس قدر نفع اندوزی میں مصروف ہیں کہ اگر اس کا انسداد نہیں کیا گیا تو معلوم نہیں غریبوں کا کیا حشر ہوگا۔ روئی کا نرخ وہی ہے مگر پارچہ کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اس سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔ سنا جا رہا تھا کہ کمشنر صاحب نگرانی نرخ اشیاء اور انجمن تاجران پارچہ کے صدر کے مابین مراسلت ہوئی تھی اور اس انجمن کے صدر نے یقین دلایا تھا کہ پارچہ کی قیمتیں معقول حدود کے اندر رکھی جائیں گی اس سے نگرانی کی ضرورت نہیں لیکن سرکاری نگرانی قائم نہ ہونے کی وجہ سے پارچہ فروش من مانے نرخ پر کپڑا فروخت کر رہے ہیں۔ یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ بعض بڑے بڑے تاجران پارچہ نے کپڑوں کا ذخیرہ محفوظ رکھ کر قیمتیں بڑھانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حکومت سے ہماری استدعا ہے کہ اجناس خوردنی کی طرح پارچہ کے نرخوں کا تعین کرکے غریبوں کو مصیبت میں مبتلا ہونے سے بچائے۔ ہمارے ہاں نانڈیڑ، ورنگل اور گلبرگہ وغیرہ کی گرنیوں میں کپڑا تیار ہوتا ہے اس کی آمد بند کر دی جائے تو یقین ہے کہ قیمتوں میں کمی واقع ہوگی۔ امید ہے کہ رمضان کے پیش نظر جو موقع نفع اندوزی کا ہو رہا ہے حکومت اس کو فوری تدارک کرے گی۔

مسز [illegible]

دکن کی تمدنی تاریخ

حیدرآباد کے نوادر خانہ میں بیش بہا اور نایاب چیزوں کا مجموعہ

حیدرآباد کا سرکاری نوادر خانہ بلدہ حیدرآباد کے باغ عامہ میں ۱۳۳۸ف (۱۹۲۰ء) میں قائم کیا گیا اور ذات نے بنفس نفیس اس کا افتتاح فرمایا تھا۔ یہ نوادر خانہ محض ایک نمائش گاہ نہیں ہے جیسا کہ عموماً اس قسم کے اداروں کو سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ ایک ایسا ذخیرہ ہے جس کی مدد سے ان مختلف مدارج کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جو قدیم ترین زمانوں سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں نشو و نما پاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت گزشتہ بارہ سال سے اس نوادر خانہ کو ترقی دی جا رہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اب یہاں ہزارہا کی تعداد میں نایاب اور بیش بہا چیزیں موجود ہیں۔ ان اشیاء کا تعلق قبل از تاریخ زمانہ سے لے کر عہد جدید تک تاریخ دکن کے ہر دور سے ہے اور ان میں تازہ ترین اضافہ آندھرا دور کے چار ہزار سکوں کا ہے جو کونڈاپور میں دریافت ہوئے ہیں۔ کونڈاپور کے قریب ایک قدیم آندھرا شہر آباد تھا اور نوادر خانہ کے نگران خواجہ محمد احمد صاحب ایک سال سے اس مقام پر کھدائی کروا رہے تھے۔ امید ہے کہ ان سکوں کی دریافت سے تاریخ دکن کے اس اہم دور کے مزید حالات معلوم ہو سکیں گے۔

قبل از تاریخ دور کا شعبہ۔

فی الحال نوادر خانہ بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دور تقسیم قبل از تاریخ، بدھی، جینی، ہندو اور اسلامی پانچ اہم شعبوں کے تحت کی گئی ہے۔ قدامت کے اعتبار سے ان سب سے دلچسپ وہ شعبہ ہے جس کا تعلق قبل از تاریخ دور سے ہے۔ اس شعبہ میں پتھر کے وہ آلات موجود ہیں جو دکن کی ابتدائی قومیں استعمال کرتی تھیں جن کے متعلق بہت ہی کم معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ اس شعبہ میں وہ اشیاء بھی موجود ہیں جو قدیم مقبروں سے برآمد ہوئی ہیں اور خیال ہے کہ ان کا تعلق قبل از تاریخ دور سے ہے۔ یہ آلات لوہے کے آلات، برتنوں اور انسانی ہڈیوں پر مشتمل ہیں۔

بدھی اور جینی شعبہ۔

بدھی شعبوں میں ان مقاموں کے نمونے رکھے گئے ہیں جو دکن میں بدھی یادگاروں کے اطراف و اکناف سے نکالے گئے تھے اور پتھر اور دھاتوں سے بنائے ہوئے گوتم بدھ کے کئی مجسمے بھی ہیں۔ جینی شعبہ میں جینی دور کی یادگاروں کو محفوظ کرنے کی جانب خاص توجہ کی جا رہی ہے اور اس دور کی سنگ تراشی کی نمائش کے لئے ایک علحدہ کمرہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔

ہندو دور۔

ہندو دور کی سنگ تراشی کے بہت اچھے نمونے بھی اس نوادر خانہ میں موجود ہیں اور یہ مجموعہ جنوبی ہند کے بہترین مجموعوں میں سے ہے۔ ان میں پاروتی اور مہادیو کے مجسمے اس اعتبار سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں کہ یہ جنوبی ہند کے فن سنگ تراشی کے نادر نمونے ہیں۔ یہ مجسمے دس سال قبل بلدہ حیدرآباد کے قریب آصف نگر میں دریافت ہوئے تھے۔ اس شعبہ کے لئے نوادر خانہ کے احاطہ میں قدیم چالوکیہ طرز کا ایک منڈپ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ منڈپ کے کھمبے اور چھت کے ٹکڑے منجملہ ایک عالیہ کھدائی کے دوران میں ورنگل میں برآمد ہوئے تھے۔ اس منڈپ کی تعمیر میں کافی مصارف ہوئے اور اس کو بناتے ہوئے چالوکیہ طرز تعمیر کی معمولی سے معمولی خصوصیت کا بھی خیال رکھا گیا۔ اس شعبہ میں چالوکیوں کی بھی کچھ بہت اچھی چیزیں ہیں جن میں دیپ لکشمی کی ایک چھوٹی سی مورت زیادہ جاذب توجہ ہے کیونکہ اس کی ساخت میں کچھ مصری اثر پایا جاتا ہے۔

اسلامی دور۔

اسلامی دور سے تعلق رکھنے والی جو اشیاء ہیں ان میں قرآن پاک کے قلمی نسخوں کا ایک بہترین مجموعہ بھی شامل ہے۔ یہ قلمی نسخے گزشتہ بارہ سال کے دوران میں فراہم کئے گئے ہیں جو فنی اور خطاطی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ ان قلمی نسخوں میں تاریخی اہمیت کے حامل دو نسخے مغل شہنشاہ شاہجہاں کے دستخطی ہیں اور تین ایسے نسخے ہیں جو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے کتب خانہ میں تھے۔ ایک اور نسخہ پر اورنگ زیب کی دستخط موجود ہے۔ جن نسخوں پر تاریخ درج ہے ان میں سے قدیم ترین ۵۹۳ھ کا ہے لیکن فن خطاطی کے اعتبار سے کئی نسخے اس سے بہت زیادہ قدیم ہیں اور ایک نسخہ جو خط کوفی میں لکھا گیا ہے دسویں یا گیارہویں صدی عیسوی کا خیال کیا جاتا ہے۔

منقش قلمی نسخے۔

منقش قلمی نسخوں سے نہایت نفاست اور اعلیٰ فنی مذاق کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ مشرقی حکمران اور امراء اپنی کتابوں کو خوب صورت اور جاذب نظر بنانے کے لئے کتنی فیاضی سے روپیہ صرف کرتے تھے۔ قیمتی دھاتوں کا استعمال، صفحات کے نازک اور دلکش نقش و نگار اور ان میں بھی بڑھ کر فن خطاطی کا اعلیٰ معیار اپنے باکمال صناعوں اور ان کے سرپرستوں کی عظمت کا ثبوت ہیں۔

بیدری مصنوعات۔

اس شعبہ کے تحت بیدری مصنوعات کا بھی ایک مجموعہ ہے جو اپنی نوعیت کا تمام دنیا میں بہترین مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔ بیدری مصنوعات ممالک محروسہ کے ایک مقام بیدر میں تیار ہوتی ہیں جو بلدہ حیدرآباد سے (۷۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دکن کے بریدشاہی سلاطین کا پایہ تخت رہا ہے۔ بیدر پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں حکمرانوں کا شہر تھا۔ اس شہر میں اسلامی دور کے پرانے آثار ابھی موجود ہیں۔

شعبہ کتبات۔

نوادر خانہ میں کتبات کے علحدہ شعبہ میں ایک متعلق ہندو عہد کے کتبات سے ہے اور دوسرا مسلمانوں کے عہد حکومت سے متعلق ہے۔ مسلمانوں کے دور کا قدیم ترین کتبہ سلطان حسن گنگو بہمنی کے عہد کا ہے جنہوں نے چودہویں صدی عیسوی میں اپنی سلطنت کی بنا ڈالی تھی۔ دوسرے کتبات عادل شاہی اور مغل سلاطین کے زمانہ کے ہیں جن میں سے بعض غیر معمولی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

دیگر اشیاء۔

نوادر خانہ میں جو دوسری اشیاء جمع کی گئی ہیں ان میں چینی کی پرانی چیزیں، ہندوستانی فن مصوری کے نمونے اور ممالک محروسہ کی خاص خاص چیزوں کے (۳۰۰۱) نمونے بھی شامل ہیں۔ نوادر خانہ میں کافی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں قبل شعبہ طیور کو شعبہ حیوانیات جامعہ عثمانیہ کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

روسی محاذ

اسٹالن گراڈ کی لڑائی جاری ہے۔

ماسکو ۱۰ ستمبر۔ اسٹالن گراڈ کے شدید ترین معرکہ کی تازہ ترین سرکاری خبر ہے کہ لڑائی اب شہر کے شمال مغربی دامن میں ہو رہی ہے۔

آج صبح کے روسی اعلامیہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کل اسٹالن گراڈ کے مغرب میں اور جنوب مغرب میں، نیز موزدوک کے واقع قفقاز میں خطرناک معرکے رہے، دوسرے محاذوں پر کوئی اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں۔

ایک تخمینہ مظہر ہے کہ اسٹالن گراڈ کے شمال مغرب کے منطقہ میں دشمن کے ہوابازوں اور توپچیوں کی ٹکڑیوں نے روسی دفاعات میں رخنہ ڈال دیا لیکن اس کے بعد کی شدید لڑائی میں ان کو ہٹا دیا گیا۔ ایک اور منطقہ میں رومانیہ کی ایک رجمنٹ کو شکست دی گئی اور جرمن پیادہ فوج کی ایک بٹالین کے پرخچے اڑا دئے گئے اور دشمن کے متعدد توپ خانے بیکار کر دئے گئے لیکن جرمن تازہ دم افواج لا رہے ہیں لیکن روسی بھی ان سے بڑی بہادری سے لڑ رہے ہیں۔

قفقاز کے رقبہ موزدوک میں روسی جرمنوں پر جوابی حملے کر رہے ہیں جنہوں نے دریائے ٹیرک کا جنوبی کنارہ عبور کر لیا تھا۔ باوجود دشمن کی شدید مقاومت کے روسیوں نے دو اہم جنگی مقامات فتح کر لئے۔ نل سد کے مشرق میں گروزنی کے تیل کے چشموں کی جانب جرمنوں کا حملہ پسپا کیا گیا۔

لینن گراڈ کے جنوب مشرق میں کل کے معرکہ میں روسی جرمنوں کی مقاومت پر غالب آگئے اور منیا کے رقبہ میں بعض مستحکم مقامات فتح کر لئے۔

تمام جماعتیں مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرلیں

صحافتی کانفرنس میں مسٹر جناح کا بیان

نئی دہلی ۔ [illegible] ستمبر ۔ مسٹر جناح نے آج یہاں ایک صحافتی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سیاسی مفاہمت سے متعلق اپنی جماعت کی روش کی توضیح کی۔ انھوں نے کہا:

"میرا سیاسی مقصد یہ ہے [illegible] جنگ کی [illegible] کے تحت ایسی [illegible] اور [illegible] کی ہنگامی حکومت [illegible] میں مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے لئے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ضروری [illegible] میں [illegible] جانے والے [illegible] کوئی [illegible] یہ [illegible] اس شرط کے [illegible] ہے۔ یہ اگر [illegible] ضروری ہے کہ تمام جماعتیں مسلمانوں کے حق خود ارادیت [illegible] اور اس کی ضمانت دیں اور انہیں یہ وعدہ کرنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے استصواب عامہ کے فیصلہ کو نافذ کریں گی اور اس کے بموجب ہندوستان کی تقسیم کو جامہ عمل پہنائیں گی۔"

مسٹر جناح نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر [illegible] ہنگامی حکومت موجودہ دستور کے [illegible] سے باہر قائم کی جائے تو اس میں [illegible] اور بنیادی دستوری تغیرات [illegible] ہوں گے اگر ایک بار یہ تبدیلیاں کی جائیں تو جنگ کے بعد مسلمانوں کے لئے اس ضمانت کی [illegible] حاصل کرنا دشوار ہوگا [illegible] وہ [illegible] کر رہے ہیں۔

کانگریس کی تحریک مسلمانوں کے خلاف بھی اعلان جنگ ہے۔

سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ وہ اس امر پر زور دینا چاہتے ہیں کہ کانگریس کی تحریک سیول نافرمانی نہ صرف برطانوی حکومت کے خلاف اعلان جنگ ہے بلکہ مسلم لیگ اور دوسرے غیر کانگریسی نظامات کے خلاف بھی جن سے نہ مشورہ کیا گیا اور نہ استصواب۔ یہ تحریک [illegible] نمائندگی کے [illegible] اور [illegible] ان کے خیالات [illegible] کانگریس کے [illegible] کانگریسی مطالبے [illegible] جن کی تحت [illegible] مسلم لیگ اور دوسری تنظیموں اور [illegible] یہ تحریک غیر قانونی اور غیر آئینی ہے [illegible] اس کا [illegible] مقصد قانوناً قائم شدہ حکومت کا تختہ الٹنا [illegible] تحریک [illegible] زیادہ [illegible] زیادہ [illegible] یہ [illegible] اعلان کر دیا ہے [illegible] مہاتما گاندھی [illegible] کانگریس [illegible] ہندوستان کی جانب سے [illegible] ہندو مہاسبھا [illegible] کے ساتھ [illegible] ہندو راج [illegible] مسلمانوں [illegible] کانگریس [illegible] گیا ہے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ اگر آپ شروع سے ۱۶ آنہ مطالبہ کریں تو سودا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسلم لیگ ہندو کے لئے اور مسلمانوں کے لئے آزادی کی حامی ہے۔ ہندو ہندوستان کے [illegible] میں تین چوتھائی ہندوستان ہے اور اب وہ سودا کر رہا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ آیا وہ بقیہ ایک چوتھائی بھی اپنے لئے حاصل کر سکتا ہے؟ اور مسلمانوں کو اس سے کہاں باہر کر سکتا ہے۔

برطانوی پالیسی پر اعتراض

انھوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ برطانوی پالیسی اب بھی یہ ہے کہ وہ احتجاج کرتے ہیں اور اس امر پر زور دیتے ہوئے بھی کہ کانگریس کی روش ناممکن ہے کوئی کام اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ کانگریس کو ساتھ نہ لیا جائے۔ انھوں نے اس پر سخت اعتراض کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ برطانوی ایک ہی جماعت کے احکام سنتے ہیں۔ مسٹر جناح ہنگامی حکومت سے کسی شخص کو خارج کرنا نہیں چاہتے تاوقتیکہ یہ جماعت خود اپنے آپ کو خارج نہ کرے۔ اگر انہیں یہ ذمہ داری اختیار کرتی ہے تو ظاہر ہے کہ جو لوگ ذمہ داری اختیار کریں گے وہ آبادی کے دوسرے شعبوں کی ساری امداد، اعانت اور تعاون حاصل کرنے کی امکانی کوشش کریں گے بجز اس کے کہ یہ جماعت، شخص یا نظام اپنے آپ کو ناممکن بنائے۔

مسلم لیگ عملی جنگ میں مدد نہیں دے رہی ہے اس لئے نہیں کہ وہ ضدی یا ہٹ دھرم ہے بلکہ اس لئے کہ وہ مجموعی جنگ میں اپنی کامل تائید یا تعاون اس وقت تک عطا نہیں کر سکتی جب کہ عوام یہ محسوس نہ کریں کہ انہیں حکومت کے بنانے میں حقیقی آواز یا حصہ حاصل ہے۔

برطانوی حکومت کی گزشتہ تین سال کی پالیسی کی مسلمان خواہ کتنی ہی مذمت کریں وہ برطانوی حکومت کو تنگ کرنے یا اس سے عدم تعاون کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اس قسم کے طریقہ کار کے صرف دو نتائج دکھائی دے سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ بیرونی اقدامی ہندوستان پر قبضہ کرے گا۔ اگر ایسا ہوا تو وہ اپنی ساری فریقوں کا کوئی مدعا حاصل نہیں کریں گے۔ دوسرا یہ کہ اگر مسلمان ایسی کارروائی اختیار کریں تو مسٹر جناح محسوس کرتے ہیں کہ اگر اس سے برطانوی اقتدار کو مفلوج کرنے میں کامیابی بھی ہو جائے تو اس کے نتائج دور اثر یہ ہوں گے کہ ہندوستان بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

سر تیج اور مسٹر جیکر کا مشترکہ بیان

مفاہمت کے لئے سات نکات

سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے مسٹر چرچل اور مسٹر ایمری کی دارالعوام والی تقاریر پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مشترکہ بیان جاری کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

"ہماری غور کردہ رائے ہے کہ ایسی تقریروں سے بد تر ہونے والی صورت حال کو حل کرنے میں کوئی مدد نہ مل سکے گی۔ ممکن ہے کہ یہ تقریریں امریکہ اور دیگر ممالک کو مگر یقین دلانے کا اثر رکھیں جو متحدہ اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان تقاریر کا سانچہ ڈھالنے میں شاید غالب عنصر ایسا [illegible] پیدا ہونے کی امید ہی تھی۔"

اس مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ مسٹر چرچل اور مسٹر ایمری کی تقریروں سے ہندوستانی دماغوں پر ایک انتہا درجہ کا نقصان رساں اثر مترتب ہوگا۔

ہم اپنی یکجہتی پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرنے کی جرات کریں گے۔

(۱) اب بھی غیر کانگریس [illegible] مسلم لیگ، ہندو مہاسبھا اور دیگر سیاسی جماعتوں کی مدد سے ایک قومی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ ان جماعتوں کو کانگریسی نمائندوں سے [illegible] آزاد چھوڑ دینا چاہئے اور اگر ان کے ساتھ کانگریسی لیڈر اپنے مقامات نظر بندی سے گفت و شنید نہیں کر سکتے تو انہیں آزاد کر دینا چاہئے تاکہ وہ اپنے ملک کی دیگر جماعتوں کے ساتھ مفاہمت کر سکیں۔

(۲) جو گفت و شنید کریں انہیں اس امر کا اعلان کرنا چاہئے کہ وہ کسی مجوزہ عارضی قومی حکومت کے قیام کی خاطر کوئی بھی کوشش کریں اس میں وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جس سے کسی اقلیت والے فرقے کے مطالبات کو صدمہ پہنچے جس پر وہ ایک مستقل دستور کی تشکیل کے وقت اہمیت دے۔

(۳) کانگریسیوں کو ان کے وہ اہل وطن جو ان سے گفت و شنید کریں اس امر کی ترغیب دینی چاہئے کہ وہ سیول نافرمانی کو واپس لے لیں اور اگر وہ واپس لینے سے انکار کریں تو تب دوسری جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جن سے ذمہ داری لینے کے لئے کہا جائے، سیول نافرمانی کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دینا چاہئے۔

(۴) جن لوگوں سے قومی حکومت کو تشکیل دینے کے لئے کہا جائے گا وہ صاف الفاظ میں یہ امر واضح کر دیں کہ وہ جنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے متحدہ [illegible] کوشش کریں گے اور کسی طرح مداخلت یا مزاحمت نہ کریں گے۔ بلکہ وہ جنگ کے دوران میں عملی طور پر حربی [illegible] پالیسی کی تکمیل میں مدد دیں گے اور ایسے تمام امور سپہ سالار اعظم کے ہاتھوں میں چھوڑ دئے جائیں گے جن کی رہنمائی لندن کی [illegible] کرے۔

(۵) ہماری مزید تجویز ہے کہ حکومت ہند کو [illegible] برطانوی [illegible] ہندوستان میں [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

سیاسی وقت کی تبدیلی سے متعلق ایک محفل کی خیال آرائیاں ہو رہی تھیں۔ ایک صاحب جن کا پیشہ منشی ہے فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ وقت آگے بڑھا دینے سے کاروبار پر اثر پڑا ہو یا نہ ہوا مگر اس کا ضرور ہے کہ ایک قدیم شاعر کا یہ قول غلط ہو گیا۔

بجے بارہ تو سورج سر پہ آیا

مجلس دفاع حیدرآباد کی رکنیت سے سر کاٹی نا تھو را اوڈیو، مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر راجاجی، مسٹر جناردن راؤ دیسائی، اور سیٹھ لکشمی نواس گیرداس نے استعفا دے دیا۔

(یونائیٹیڈ پریس)

معلوم ہوتا ہے کہ ان ارکان کو دفاع سے زیادہ اقدام سے دلچسپی ہے کیا یہ استعفا کسی "دوسرے محاذ" کی تیاری کے سلسلہ میں تو نہیں؟

گرزور صاحب ایم۔ آر۔ پی کے نام مجلس بلدیہ کے ارکان منتخبہ کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ۔

"منتخبہ ارکان بلدیہ یہ خوشی محکمہ ایم آر پی کے ہر کام میں مدد دینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ محکمہ نگرانی کے بجائے حسب سابق تیرہ ڈیڑھ بنائے جسے بلدیہ کے منتخبہ تیرہ حلقوں کو تیرہ ڈویژن قرار دے اور ہر حلقہ کا رکن متعلقہ ڈویژنل وارڈن قرار دیا جائے اور ان کو وہ تمام اختیارات ملنے چاہئیں جو ایک ڈویژنل وارڈن کو دئے جا سکتے ہیں۔"

(ایک خبر)

ارکان بلدیہ کی یہ تحریک اقتدار کی خواہش زمانہ کی سیرت کے عین مطابق ہے کیونکہ واشنگٹن کے بعد اگر ڈپٹی ڈویژنل افسری کی طرف قدم بڑھانا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ضرورت ہے ایک ایسے فراست کی جو سید ذیل کا نگارش اعلان کا مفہوم سمجھا سکے۔

یہ دکن ریڈیو ہے۔ ہم
نشر گاہ حیدرآباد سے بول رہے ہیں۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جلسہ میں سردار ولبھ بھائی پٹیل نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ۔

"حکومت برطانیہ اکثر یہ پوچھتی ہے کہ اقتدار کس کو منتقل کیا جائے ہم یہ اقتدار مسلم لیگ کو دے سکتے ہو۔ کانگریس کے صدر نے اس کا اعلان کر دیا ہے گاندھی جی نے اس کی تائید کی ہے۔ کسی کانگریسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ وہ کسی چور اور ڈاکو کے ہاتھ یہ اقتدار منتقل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ہندوستانی ہو۔"

ایک صاحب جن کو سیاسیات سے کوئی دلچسپی نہیں یہ دریافت کرتے ہیں کہ جب چور اور ڈاکو کو اقتدار دیا جا سکتا ہے "بشرطیکہ وہ ہندوستانی ہو" تو کیوں نہ سندھ کے حروں کو فوراً اقتدار دے دیا جائے؟

ستیاگرہی طلباء و طالبات کو حصہ لینے سے روکنے کے سلسلے میں جو احکام حکومت بمبئی کی طرف سے جاری ہوئے ہیں اس کے خلاف احتجاجاً چند پرجوش نوجوان طالبات آج صبح دفتر مسجل جامعہ بمبئی میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے مسجل جامعہ اور نائب امیر جامعہ کی خدمت میں اپنی چوڑیوں کا جوڑا اتار کر تحفۃً پیش کیا۔ (ایک خبر)

خیر گذری کہ محض چوڑیوں ہی پر اکتفا کیا گیا۔ یہ نوبت نہ آتی اگر حکومت بمبئی اکبر مرحوم کی اس نصیحت پر عمل کرتی۔

کون کہتا ہے کہ تعلیم زناں خوب نہیں
ایک ہی بات مگر یاں نظر آتی ہے حکمت کی
دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم
قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

"ہندو مہا سبھا کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ تمام مختلف الخیال سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین کو جو قومی اور جمہوری حکومت ہندوستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں ایک ہی مرکز پر جمع کیا جائے۔" (ساورکر)

مسٹر ساورکر جوش بیان میں یہ اصطلاح لکھنا بھول گئے کہ وہ قومی اور جمہوری حکومت سے مراد ہندو راج لیتے ہیں اور اسی جھنڈے کے تلے وہ ہر سیاسی جماعت کو جھکانا چاہتے ہیں۔

مسٹر ارنسٹ ہرٹل نے، ہیگو سوویٹ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"جب جرمنوں کی جارحانہ کارروائی کی شدت ختم ہو جائے گی تو روس اپنے قدم پر خود بخود واپس کھڑا ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس وقت زخم خوردہ رہے گا اور وہ اپنی مصیبتوں میں تڑپتا ہوا ہوگا لیکن وہ شکست نہیں کھائے گا اور وہ ناقابل شکست رہے گا۔"

اس کے بعد دوسرے محاذ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ۔

"مغربی یورپ پر چڑھائی کرنا ایک بہت بڑی فوجی مہم ہے۔ اگر بغیر کسی قابل لحاظ تیاری اور مخصوص فوج کے یہ کارروائی کی گئی تو یہ عمل نہ صرف غیر ذمہ دارانہ ہوگا بلکہ مجرمانہ بھی۔" (لندن ٹائمز)

یہ خبر پڑھنے کے بعد ہمیں غالب کا یہ شعر یاد آ گیا ہے

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکار عالی بابت ۱۳۵۱ف کے پڑھنے سے حکومت کے ہر شعبہ نظم و نسق کے اخراجات کا پتہ چلتا ہے بجز جامعہ عثمانیہ کے۔ امید ہے اگر جامعہ عثمانیہ اپنی رپورٹ میں آمدنی اور مصارف کی تفصیلات ظاہر کرے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس پر کوئی تبصرہ نہیں کریں گے اور نہ کوئی نمک پارہ لکھیں گے۔

جنگ اور ہمارا فریضہ

(تقریر جناب سید شہاب الدین خانصاحب تعلقدار جونیر گاہ اورنگ آباد دکن نشر ہوئی)

وہ زمانہ گزر گیا کہ ہندوستان ایک جانب دار یا غیر جانب دار تماشہ بین کی حیثیت سے جنگ کی خبریں پڑھتا اور سنتا تھا۔ یہ محض فضل الہی ہے کہ دشمن نے ابھی تک سر زمین ہند پر کوئی منظم یورش نہیں کی لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ جنگ کے دور رس اثرات اور نتائج سے ہمارا ملک ایک حد تک متاثر ہے۔ اب تو دیہات کے باشندوں نے بھی گرانی کی وجہ سے اچھی طرح محسوس کر لیا ہے کہ جنگ کا سبب دیر تک اور وہ کتنے ہی فاصلے پر کیوں نہ چھڑی ہو لیکن دنیا کا کوئی خطہ اس کے شعلوں سے محفوظ نہیں ہے۔ دوسری طرف جس مقصد کے لئے اتحادی اقوام جرمنی کی دول کا مقابلہ کر رہی ہیں وہ مقصد بھی ہمیں نہایت عزیز ہے۔ وہ مقصد جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں یہ ہے کہ دنیا میں امن و انصاف کا دور دورہ ہو اور کمزوروں کی کمزوری سے یا مفلسوں کے افلاس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن کی تبلیغ دنیا کے ہر مذہب کا منصب رہا ہے۔ پس یہ طے شدہ امر ہے کہ کیا بلحاظ اثرات اور کیا بلحاظ مقاصد موجودہ جنگ بربریت کے خلاف انسانیت کی جنگ ہے۔ اور کوئی شخص جو انسان ہونے کا مدعی ہے وہ اس جنگ سے بے تعلق اور بے نیاز نہیں رہ سکتا جب یہ صورت حال ہے تو ہمیں غور کر لینا چاہئے کہ اس جنگ کے تعلق سے ہم پر بحیثیت ایک انسان کے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں

میں ان لوگوں میں ہوں جو حقوق سے زیادہ فرائض کو اہمیت دیتے ہیں اور اس بات کا میں دل سے قائل ہوں کہ اگر ہم سب اپنے ضمیر کی ہدایات کے تحت اپنے فرائض دیانتداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تو حقوق کے مطالبے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسے گروہ کو اس کے جائز اور فطری حقوق مل کر رہتے ہیں۔ اختتام جنگ کے بعد کس کو کیا حقوق ملیں گے ایک ایسا سوال ہے جس پر آئے دن آپ مباحث پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں لیکن آج کی صحبت میں میں صرف فرائض کے متعلق ہی کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور یہ بتاؤں گا کہ اس جنگ نے ہم پر کیا فرائض عائد کئے ہیں یہ ظاہر ہے کہ فرائض کا تعین ملک کے جغرافی، سیاسی، و معاشی حالات پر منحصر ہوگا۔ میں رعایائے حضور پر نور شہریار دکن و برار سے بالخصوص مخاطب ہوں اس لئے سلطنت آصفی کے خصوصی حالات میرے پیش نظر رہیں گے۔

آپ سب واقف ہیں کہ ہمارے شاہ ذیجاہ اور مملکت کے متعلقہ تعلقات کا یہ فطری اور لازمی نتیجہ تھا کہ سلطنت آصفیہ بھی اتحادی اقوام کی امکانی امداد کرتی رہے۔ چنانچہ آغاز جنگ سے آج تک جو فرامین مبارک اور ارشادات خسروی ہم تک پہنچے ہیں ان سے یہ بات ظاہر ہے کہ ہم حیدرآبادیوں نے برطانیہ عظمی اور اتحادی اقوام کی کمک کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امداد جنگ کی امکانی صورتیں کیا ہو سکتی ہیں اور ان صورتوں کے تحت وہ کون سے فرائض ہیں جو رعایا پر بطور خاص عائد ہوتے ہیں۔ حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس سے آپ سب لوگ بخوبی واقف ہیں۔ لیکن رعایا کو کیا کرنا چاہئے یہ آج میری گفتگو کا موضوع ہے۔

عامہ کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ دوران جنگ میں وہ ہر قسم کی شورش اور بد امنی سے کوسوں دور رہیں کیونکہ انتشار پیدا کرنے والی تحریکات حکومت کی توجہات کو مساعی جنگ سے ہٹا کر ایسے مسائل کی جانب پھیر دیتی ہیں جو مساعی جنگ میں حارج ہوتے ہیں۔ یہ امر موجب مسرت ہے کہ حیدرآباد کے ممتاز پبلک کارکنوں نے اس ضروریات کو محسوس کرکے چند ماہ قبل ایک بیان شائع کیا تھا جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ دوران جنگ میں سیاسی اختلافات اور باہمی مناقشوں کو بالائے طاق رکھ دیا جائے گا۔ اور ہر قسم کے نزاعی امور سے دوری اختیار کی جائے گی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس بیان پر ہر مذہب اور ہر مکتب خیال کے پبلک کارکنوں نے دستخط کئے تھے۔ جن میں مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ، نواب بہادر یار جنگ، مسٹر نرسنگ راؤ، مولوی ابوالحسن سید علی صاحب، مسٹر راما چاری، مولوی میر اکبر علی خانصاحب اور پنڈت دتاتریہ راؤ وغیرہ شامل تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ان اصحاب نے جو بیان شائع کیا وہ رعایائے حضور پر نور کے عام جذبات و میلانات کا آئینہ دار تھا۔

اس ضمن میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ باشندگان سلطنت آصفیہ کو بیرونی تحریکات سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ برطانوی ہند کے مسائل اور ہیں اور حیدرآباد کے حالات اور۔ اس کے علاوہ سب سے ممتاز اور نمایاں فرق یہ ہے کہ حیدرآباد میں اپنوں ہی کی حکومت ہے اور اس سلطنت ابد قرار میں راعی اور رعایا کے مفادات متحدہ و مشترک ہیں۔ اس حقیقت کے علاوہ ہم حیدرآبادیوں نے اپنا ایک خاص تمدن پیدا کر لیا ہے۔ جو ہندو اور مسلم اقوام کے صد ہا سال باہمی اتحاد و روابط کا نتیجہ ہے۔ ہمیں اپنے اس مخصوص تمدن کی حفاظت کرنی ہے اور اس خطہ زمین کو اس خوشحالی کے بام عروج پر پہنچانا ہے جس کو حضرت آصفجاہ اول نے اپنی دوراندیشی سے زمانے کی دستبرد سے محفوظ کر لیا تھا۔ گو حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے اور اپنا خاص تمدن اپنا پرچم اور اپنا مرکز اقتدار رکھتا ہے۔ جو ذات شاہانہ میں مرکوز ہے۔ لیکن اس کے باوجود حیدرآباد نے ہمیشہ سے ہندوستان کی بھلائی میں اس کا ساتھ دیا ہے۔ اور انشاء اللہ المستعان آئندہ بھی ہمارا یہی عمل رہے گا۔ ہم ہندوستان کی ترقی کی راہ میں حارج نہیں ہوں گے۔ اور ہم باشندگان برطانوی ہند سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت سے احتراز کریں تاکہ یہ دونوں علاقے اپنے اپنے انداز میں ترقی کے منازل طے کرتے چلے جائیں۔ اس نظریہ کے تحت عوام کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنی حکومت کے ساتھ کامل تعاون کریں اور ان ذرائع سے پورا استفادہ کریں جو حضرت بندگان عالی نے براہ مرحمت خسروانہ حکومت اور رعایا کے موثر اشتراک عمل کے لئے بصورت اسکیم اصلاحات عطا فرمائے ہیں۔

میدان معاشیات میں ملک کے کاشتکاروں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اجناس غذا کی کاشت کو پوری اہمیت دیں صناعوں اور سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان ضروریات کی فراہمی کا انتظام کریں جو آغاز جنگ سے قبل بیرون حیدرآباد سے پوری ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جو اب بوجہ جنگ بدقت پوری ہو رہی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اہل ملک کا یہ فریضہ ہے کہ وہ سیاسی وحدت کو جس پر پرچم آصفی لہرا رہا ہے ایک خود مکتفی معاشی وحدت کے مرتبے پر پہنچا دیں۔ حالیہ جنگ نے ملک کے سرمایہ داروں کو صنعتی ترقی کے زرین مواقع بہم پہنچائے ہیں۔ جو صدیوں میں نصیب نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم نے اس موقع سے استفادہ نہیں کیا اور اپنی ضروریات کو آپ پورا کرنے کا اہتمام نہ کر سکے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے میدان ہار دیا۔ اور دیگر ممالک کی معاشی غلامی کا طوق حسب دستور ہماری گردن میں پڑا رہے گا۔ قدرت نے اپنی فیاضی سے حیدرآباد کو وہ وسائل عطا کئے ہیں جو صنعتی ترقی کے لئے ممد و معاون ہیں۔ ملک میں سرمائے کی کمی نہیں۔ حکومت حوصلہ افزائی اور امداد کے لئے ہر طرح آمادہ ہے۔ ان موافق حالات میں بھی اگر ہمارے سرمایہ دار صنعتی احیا کی جانب توجہ نہ کریں تو وہ ایک ایسے ننگ وطن کے مرتکب ہوں گے جس کو ذی شعور پبلک اور آنے والی نسلیں معاف نہ کریں۔

بالآخر ملک کے تاجروں اور ساہوکاروں کو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جنگ کے خاص حالات اور عوام کی پریشانی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ اپنی دولت میں اضافہ کرنا چاہیں تو یہ ان کی صریح غلطی ہوگی۔ غلے کے ذخیرے روک کر یا اس کی صحیح مقدار کا اخفا کرکے اجناس کی قیمتوں میں اضافہ کرنا چاہیں گے تو مجھے یقین ہے کہ خریدار اور ضرورت مند پبلک انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دے گی۔ حکومت سرکار عالی نے خریداروں کی ضروریات اور تاجروں کے جائز نفع کے درمیان توازن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں تاجروں اور ساہوکاروں کو چاہئے کہ وہ حکومت کے اس اقدام کا خیر مقدم کریں کیونکہ اس میں ان کی بھلائی بھی مضمر ہے۔ میں اپنی تقریر کو سلطنت آصفیہ کے دائمی امن و خوشحالی کی دعا پر ختم کرتا ہوں۔ فقط

ہندوستان کے تہذیبی مسائل

(بسلسلہ صفحہ ۱)

ناموں سے ان کی قومی اسپرٹ ظاہر ہوتی ہے۔ یہ خصوصیت مسلمانوں کے ان طبقوں میں پائی جاتی ہے جو قومی روایات کے حامل ہیں۔

ادب، موسیقی، اور مذہب۔

مختلف فرقوں کے تہذیبی اختلافات پر توجہ مبذول کرانے سے یہ مقصد نہیں ہے کہ اتحاد کی کوششوں میں مزاحمت کی جائے۔ اتحاد کا مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ صاف طور پر موجودہ تہذیبی اختلافات کو تسلیم کیا جائے اور ان کو گھٹانے کی کوشش کی جائے۔ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مشترکہ ادب کی ایک بنیاد موجود ہے اور اس کے ذریعہ ملک کے مختلف حصوں میں تہذیبی ہم آہنگی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی جا سکتی ہے۔ اگر اردو ادب یہ ترقی کرتا جائے جیسا کہ گذشتہ صدی کے نصف آخر میں اس نے ترقی کی ہے تو اس میں ملک کے بسنے والے مختلف فرقوں میں تہذیبی ہم آہنگی اور میل ملاپ پیدا کرنے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ اگرچہ دہلی اور لکھنؤ کو اردو کے خاص مرکز سمجھا گیا ہے اور اردو کے بعض ممتاز ادیب ان مشہور شہروں میں پیدا ہوئے ہیں لیکن حالات کی رفتار نے جنوب میں حیدرآباد دکن کو اور شمال میں لاہور اور پشاور کو اور مشرق میں پٹنہ اور کلکتہ کو اردو کے مرکز بنا دیا ہے اور ان شہروں نے اردو کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اردو ادب کو اس کی موجودہ حیثیت تک پہنچانے میں مشہور مسلم ادیبوں کے ساتھ ساتھ ممتاز ہندو مصنفین نے بھی حصہ لیا ہے اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے فرقے بھی اردو کی ترقی میں حصہ لیتے رہے۔ انیسویں صدی میں بہت سے یوروپین ایسے گزرے ہیں جو اردو اچھی طرح جانتے تھے اور اردو میں شعر کہہ سکتے تھے۔ ان کے اشعار کے متعدد مجموعے اب بھی دستیاب ہو سکتے ہیں۔ عیسائی مبلغین نے اردو زبان کی اشاعت میں بہت حصہ لیا ہے کیوں کہ ملک کی ایک بڑی تعداد کو متاثر کرنے کے لئے اردو کو انہوں نے ایک موزوں ذریعہ پایا۔ پارسیوں نے بھی جو زیادہ تر صوبہ بمبئی میں آباد ہیں اور جنہوں نے گجراتی زبان اختیار کر لی ہے عملی اغراض کے لئے اردو سیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ سب سے پہلے پارسیوں نے اردو ڈرامے شروع کئے اور مشہور انگریزی ڈراموں کے اردو میں ترجمے کرنے۔ اس کام سے بھی انہوں نے اردو ادب کی صنف ڈرامہ کو ترقی دینے میں بہت کچھ مدد دی۔ ہندوستان کے قدیم پایۂ تخت کلکتہ نے بھی اردو ادب کی ترقی میں اہم حصہ لیا۔ اگر ہم اردو ادب کی فطری ترقی سے فائدہ اٹھائیں جو ملک کے بیشتر حصوں میں رائج ہے تو ہم تہذیبی ہم آہنگی کی طرف ایک اہم قدم اٹھائیں گے۔

موسیقی ایک ایسا مشترکہ مرکز مہیا کرتی ہے جہاں ہندو، مسلمان، پارسی، اور عیسائی مل سکتے ہیں اور [illegible] کے لئے یہ بھول جا سکتے ہیں کہ وہ [illegible] کے اعتبار سے مختلف ہیں اور وہ مختلف مذاہب کی پیروی کرتے ہیں۔ موسیقی [illegible] اس وجہ سے بہت متاثر ہوئی کہ چند پیشہ ور مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنا پیشہ بنا لیا اور ان کو سماج اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ اس رجحان کی نسبت اب خیالات بدلتے جا رہے ہیں اور نوجوان ہندوستانی فن موسیقی سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ موسیقی بھی تہذیبی ہم آہنگی پیدا کرنے کا ایک ذریعہ مہیا کرتی ہے۔

ہندوستان کے مختلف فرقوں کو یکجا کرنے اور ان میں وسعت نظر پیدا کرنے کا ایک ذریعہ مذہب ہے۔ اس واقعہ کے باوجود کہ ہندوستان کے مروجہ مذاہب کے عقائد میں بعض اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن ان کے بنیادی امور میں ہم آہنگی موجود ہے۔ صوفیا اور ہندو ویدانتیوں میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں اور بعض اوقات ان کے نظریات میں امتیاز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ چند صدیاں قبل ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس مکتب خیال کے رہنماؤں نے ایک ایسے ہندوستان کا خواب دیکھا تھا جو روحانی تہذیب میں متحد ہو۔ کبیر اور دہلی کے مسلمان اولیا اور گرو نانک اور کبیر جیسی مقدس ہستیوں نے مذہبی تہذیب میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہمارے زمانہ میں [illegible] رائے اور کیشب چندر سین نے بھی یہی خواب دیکھا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے عصر جدید کی کشمکش نے ان امیدوں کے بارے میں ایک انتشار پیدا کر دیا۔ ہمیں توقع ہے کہ ہندوستان ایک دن وہ روحانی اتحاد حاصل کرے گا جو نسل انسانی کی وحدت اور نوع انسانی کی ترقی کے لئے لازمی ہے۔

مستقبل۔

ہندوستانیوں میں مذہب کے ذریعہ تہذیبی ہم آہنگی پیدا کرنے کا خواب کوئی نیا نصب العین نہیں ہے۔ اشوکا نے یہ خواب دیکھا تھا اور اس کے کئی صدیوں بعد اکبر نے بھی یہی خواب دیکھا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ سارے ہندوستان کے لئے ایک مشترکہ مذہب ہو جائے۔ اپنے نصب العین کو روبہ عمل لانے کے لئے اشوکا نے بدھ مت کو سارے ملک کا مذہب قرار دینے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش اس لئے کامیاب نہ ہو سکی کہ برہمنیت جو کچھ عرصے کے لئے دب گئی تھی پھر ایک بار بڑی قوت کے ساتھ ابھر آئی اور بدھ مت کو ملک سے نکال باہر کیا۔ اکبر کی کوشش یہ تھی کہ ایک نیا مذہب رائج کیا جائے جو تمام حلقوں و مروجہ مذاہب کا امتزاج ہو۔ یہ کوشش بھی اکبر کے ساتھ ختم ہو گئی کیوں کہ ایک متحرک قوت کی حیثیت سے اسلام اس قدر قوی تھا کہ اس کو میدان سے ہٹانا آسان نہ تھا۔ میرے خیال میں یہ سمجھنا ایک غلطی ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب ختم ہو جائیں گے یا ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں گے۔ میری رائے میں بہترین نصب العین یہ ہوگا کہ کثرت میں وحدت تلاش کی جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ مذاہب کی گوناگونی کا برقرار رہنا ناگزیر ہے۔ قرآن کی ایک آیت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کو اس طرح پیدا کر سکتا تھا کہ اس کا ایک ہی مذہب ہو لیکن اس نے انسان کو آزمانا چاہا اور یہ دیکھنا چاہا کہ وہ اپنی عقل و خرد کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہبی گوناگونی نظام عالم کا ایک جزو ہے۔ درخت، پھول اور میووں کا رنگ و بو [illegible] کی گوناگونی کو ہم پسند کرتے ہیں ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ [illegible] کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ ہم آہنگی کی اس وسیع بنیاد پر ہم مذاہب کا مطالعہ اور احترام کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کے صوفیا نے عہد ماضی میں ہمدردی اور محبت کی بنیاد پر روحانی فتوحات حاصل کی تھیں اور اسی اسپرٹ سے ہندوستان کے تہذیبی مسائل کا مستقبل میں حل دریافت کیا جا سکتا ہے۔

چینی محاذ

چینی فوجوں کی پیش قدمی

چنگ کنگ۔ ۱۰ ستمبر۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ چینی فوجوں نے چیکیانگ کے جنوبی صوبہ میں مزید پیش قدمی کی۔ جاپانی افواج دشمن سے [illegible] ہوتی ہوئی [illegible] کے جنوب مشرق میں بچنے کی کوشش کر رہی ہیں چینی ان کے پیچھے پیش قدمی کرنے والے دستے تعاقب کر رہے ہیں۔

گذشتہ ہفتہ [illegible] کے جنوب میں جاپانیوں نے ایک حملہ کیا اور [illegible] کے [illegible] شہر تک پہنچ گئے یہاں چینیوں نے بڑی طرح جوابی حملہ کیا اور [illegible] دن تک دشمن کے سیکڑوں آدمی مارے گئے اور وہ لانچی کے ریلوے اسٹیشن کی طرف شمال میں پسپا ہونا شروع کیا ہے۔ اب چینی حملہ کر رہے ہیں۔ لانچی [illegible] سے [illegible] میل شمال مغرب کی طرف واقع ہے۔

جاپانی روس پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

چنگ کنگ۔ ۱۰ ستمبر۔ [illegible] کی شب یہاں کے سیاسی حلقوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ جاپانی سائبیریا میں روس پر حملہ کرنے کے لئے اسٹالن گراڈ کی شکست کا انتظار کر رہے ہیں۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر ساتو سفیر جاپان متعینہ روس نے حکومت روس سے خواہش ظاہر کی تھی کہ سائبیریا کے ان صوبوں سے فوج ہٹائی جائے جو منچوکو کے قریب واقع ہیں لیکن مولوٹوف نے [illegible] کے بعد جاپانی حکومت [illegible] فوجی تسلط ہو گیا ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ روس کے مقابلہ میں سختی سے کام لے گی۔

تخمینہ لگایا گیا ہے کہ منچوریا کی جاپانی فوجوں میں [illegible] ڈویژنوں کا اضافہ عمل میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] اور جاپانی افواج کی [illegible] محفوظ جمعیتیں [illegible] محفوظ دستے سفید روسی دستے بھی ہیں۔ منچوریا میں جاپان اور کوریا کے جو لوگ آباد ہیں انہیں جنگ کے لئے مسلح کیا جا رہا ہے اور ان کو تربیت دی جا رہی ہے۔

جلوس اور جلسوں کی ممانعت

چونکہ اطلاعات موصلہ سے صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کو اس امر کا اطمینان ہے کہ اگر حاضرین ریلوے سرکار عالی کی جانب سے صدود بلدہ حیدرآباد و بیرون حدود مشروحہ رقبہ جات لالہ گوڑہ، میٹوگوڑہ اور چلکل گوڑہ میں جلسوں یا مجالس کا انعقاد ہو یا جلوس نکالے جائیں تو موثر اقدام جنگ میں مزاحمت اور امن عامہ میں خلل واقع ہوگا لہذا بلحاظ ان اختیارات کے جو صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کو قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ (۵۵) کے تحت حاصل ہیں و بسلسلہ اعلان محکمہ صدری عدالت کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی نشان (۴۹) مورخہ ۹ شہریور ۱۳۵۱ ف یہ حکم دیا گیا ہے کہ منذکرہ صدر ملازمین ریلوے یا عہدہ داران انجمن جو اپنے تئیں انجمن ملازمین نظام اسٹیٹ ریلوے سے موسوم کرتے ہیں تاریخ ختم حکم مندرجہ اعلان مذکور سے مزید ایک ماہ کی مدت تک کسی عام جلوس جلسہ یا مجلس کو منعقد کر سکیں گے اور نہ ان میں حصہ لے سکیں گے۔

اگر کوئی شخص حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو تحت قاعدہ (۵۵) (۳) سزائے قید دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکے گی یا جرمانہ ہو سکے گا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

جزیرہ گاڈل کنیر کی لڑائی دھیمی ہو رہی ہے

واشنگٹن ۱۰ ستمبر۔ محکمہ بحریہ کا ایک اعلامیہ مظہر ہے کہ جزیرہ گاڈل کنیر کی لڑائی میں شدت کم ہو رہی ہے۔ امریکی بحری سپاہ ابھی اپنے مورچوں پر قائم ہے ان مورچوں میں وہ اہم ہوائی میدان بھی شامل ہیں جس پر امریکیوں نے گزشتہ ماہ قبضہ کیا تھا۔ امریکیوں کی طلایہ گرد سرگرمی جاری ہے۔

کل امریکی غوطہ خور طیاروں اور سٹریلیا کے طیاروں نے ایک جزیرہ کے جنوب میں جاپان کے گشتی جہاز اور تباہ کن جہازوں پر حملہ کیا۔ ایک گشتی جہاز پر تارپیڈو ضرب لگائی گئی اور دوسرے پر بموں سے

جزیرہ [illegible] کے ساحلی جاپانی کارخانوں پر بھی حملہ کیا گیا۔ [illegible] بندرگاہ کسکا [illegible] میں جاپانی جہازوں پر امریکیوں نے جو زبردست ہوائی حملہ کیا تھا اس کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کے کم سے کم چھ جہاز غرق ہوئے یا انہیں نقصان پہنچا دشمن کے ۵ طیارے گرائے گئے اور جاپانیوں کے ساحلی کارخانوں کو زبردست نقصان پہنچایا گیا۔

جزیرہ کسکا پر زبردست حملہ

واشنگٹن ۱۰ ستمبر۔ امیر البحر نیمٹز کے [illegible] اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امریکی طیاروں نے [illegible] ایک زبردست حملہ کیا [illegible] جنگی جہاز [illegible]

سے دو جہاز غرق کر دیئے گئے تین بڑے تجارتی جہازوں، تین آبدوزوں اور متعدد چھوٹے جہازوں کو نقصان پہنچا۔ ساحلی کارخانوں اور ذخائر کو آگ لگا دی گئی۔ دشمن کے ۹ طیارے مار گرائے گئے اور ایک چھوٹا طیارہ سمندر پر برباد کر دیا گیا۔ کم سے کم ۵ سو جاپانی سپاہی مارے گئے یا ہلاک ہوئے۔

مانڈلے پر حملہ

نئی دہلی۔ ۱۰ ستمبر

ہوائی مستقر کے ایک اعلامیہ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ مسلسل دو دن سے مانڈلے پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ جہازوں اور کشتیوں کو ہدف بنا دیا گیا۔

ایک کشتی پر راست ضرب لگائی گئی۔ دوسری کشتیوں اور اسٹیمروں کے حملوں کا مشاہدہ نہ ہو سکا۔ اگرچہ طیارہ شکن آتشباری کی گئی لیکن ہمارے طیارے صحیح سلامت واپس آ گئے۔

جاپانی موربی پر قبضہ نہ کر سکیں گے

جنرل بلیمی کا بیان

میلبورن ۱۵ ستمبر۔ جنرل بلیمی نے جو ابھی ابھی نیوگنی کے دورے سے لوٹے ہیں اپنے اس اعتقاد کا اظہار کیا کہ جاپانی بندرگاہ موربی پر قبضہ نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے نیوگنی میں اپنے سپاہیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا "میں نے ان کو بدرجہ اتم پر اعتماد پایا ان کی اخلاقی حالت بھی بڑی اچھی ہے۔ میرا سارا دورہ فرحت بخش اور حوصلہ افزا تھا"

جاپانیوں کے جنگل میں لڑنے والے سپاہیوں کی چالبازی اور قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ سازو سامان اور اسلحہ کا مسئلہ جاپانیوں نے ہم سے پہلے سوچ لیا تھا۔ چند سالوں کے دوران میں ان کی فوجوں کو تھائی لینڈ اور ملایا کی لڑائی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ حال حال تک جنگل میں جاپانی آسٹریلوی بوٹ پہنے ہوئے پائے گئے۔

انہوں نے اس آسٹریلوی رسالہ کی بڑی داد دی جس نے ۲۶ اگست کو دشمن کے ٹھکانوں پر حملہ کیا تھا۔ مزید کہتے ہیں کہ جاپانیوں کو اس قسم کے احکام ہیں کہ وہ اپنے ساتھ کسی قیدی کو نہ لے جائیں اور خود اپنے ساتھی مجروحین کو گرفتار ہونے دینے کی بجائے گولی مار دیں۔ (رائٹر)

۳۔ [illegible] کی غرض سے ہمارا فرض ہے کہ ہم [illegible] کو اس کا [illegible] کہ ہندوستان کی [illegible] سرکاری بیانات [illegible] اس وقت [illegible] جو جنگ [illegible] ختم ہو جانا چاہئے۔

جزیرہ گواڈل کنار پر جاپانیوں کا اقدام

امریکی طیاروں کے جوابی حملے

واشنگٹن ۱۲ ستمبر۔ جاپانی جزائر سلیمان میں گواڈل کنار کو دوبارہ لے لینے کی کوششوں کو تیز کر رہے ہیں۔ محکمہ بحریہ کے ایک اعلامیہ کے بموجب امریکی بحری سپاہی جمے ہوئے ہیں اور پانچ دنوں میں جاپانیوں کے اکیس طیارے ضائع ہوئے۔ جزیرہ کے اس رقبہ میں جہاں امریکی قابض ہیں، جاپانی کمک کامیابی کے ساتھ اتر گئی۔ ۱۳ و ۱۴ ستمبر کی رات میں جاپانیوں نے ایک ہوائی میدان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن شدید لڑائی کے بعد انہیں پسپا کر دیا گیا۔ امریکی طیاروں نے جزیرہ گواڈل کنار کے شمال اور شمال مغرب میں جاپانی مرکزوں پر جوابی حملے کئے لیکن اطلاع ہے کہ دشمن بڑھتی ہوئی قوت کے ساتھ دباؤ ڈال رہا ہے۔

اعلامیہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس جزیرہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کی جاپانیوں نے ایک عظیم کوشش ۱۲ ستمبر کو شروع کی۔

ایک اور اعلامیہ مظہر ہے کہ کل امریکی جنگی طیاروں نے جزیرہ کسکا (الیوشین) میں جاپانی جہازوں اور فوجوں پر گولہ باری کی۔ یہ دھاوا ۹ طیاروں نے کیا۔ اس سے دو روز قبل اس پر بمباری حملہ کیا گیا تھا۔

ایک جاپانی طیارہ بردار جہازوں کی غرقابی

پرل ہاربر سے آیا ہوا ایک پیام مظہر ہے کہ اب اس کی اطلاع دی جا سکتی ہے کہ ایک جاپانی طیارہ بردار جہاز (۱۰۰۵۰ ٹن) غالباً ۲۴ اگست کو لڑائی میں ڈوب گیا۔ جاپانیوں اور ایک تارپیڈو کی اس پر ضرب لگی اور بعد میں گشت کرنے والے طیاروں نے پانی میں اس جہاز کے بے حرکت ہونے اور ایک طرف جھک جانے کی اطلاع دی۔ یاد کیا جاتا ہے کہ امریکی طیارہ چیوں نے بھی ایک جاپانی جنگی جہاز، دو کروزر، ایک آبدوز اور ایک بار بردار جہاز کو نقصان پہنچایا بعد میں ایک کروزر اور بار بردار جہاز کو غرق کیا ہوا دیکھا۔

پیام سے اس کا انکشاف نہیں ہوتا کہ کس رقبہ میں یہ نقصانات دشمن پر عائد کئے گئے۔

سر تیج اور مسٹر جیکر کا مشترکہ بیان

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

بالخصوص گزشتہ دو سال سے بہت زیادہ۔

(۶) انگلستان اور ہندوستان کے دیگر مفادات کے تعلق سے جو باقی سوالات ہیں ان کو جنگ کے بعد تصفیہ کی غرض سے چھوڑ دینا چاہئے۔

(۷) ہندوستان کے دفاع کا سوال [illegible] ہمیں [illegible] اس سوال کا ٹھیک طور پر حل ہونا [illegible] اقوام کی اہم [illegible] بڑا بھاری [illegible] اس وقت [illegible] اقوام جاگ اٹھیں اور ہندوستان [illegible] احساسات کو خوش [illegible]

یہ اخلاق سوز فلم

فلم سازی کے متعلق کہا تو یہ جاتا ہے کہ یہ بڑی مفید صنعت ہے اس سے انسان کو تجربات زندگی حاصل ہوتے ہیں معلومات عامہ میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے ، جذبات و احساسات میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے خیالات میں بلندی اور نگاہوں میں بصیرت بڑھتی ہے اور بہت سی ایسی ذہنی اصلاح اور واقعی ارتقا کا موجب ہوتی ہے جو کتابوں کی ورق گردانی سے حاصل نہیں ہو سکتی ۔ لیکن بدقسمتی سے جب ہم ہندوستانی صنعت فلم سازی پر غائر نظر ڈالتے ہیں تو یہ قول بالکل بے بنیاد اور سراسر غلط معلوم ہوتا ہے ۔ ہمارے فلم بجائے اصلاحی اثرات مرتب کرنے کے خیالات کو بگاڑنے ، اخلاق کو غارت کرنے میں بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں ۔ آرٹ کے متعلق دو نظریے پیش کئے جاتے ہیں ۔ ایک آرٹ برائے آرٹ دوسرے آرٹ برائے زندگی ۔ لیکن موجودہ فلم دونوں میں سے کسی ایک پر بھی پورے نہیں اترتے یہ موضوع بہت تفصیلی اظہار خیال کا محتاج ہے جس کی ضرورت بہت بہت ہے اور اخبار کے محدود صفحات میں اس کی گنجائش کم ہے اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ بطور مثال دو فلموں پر روشنی ڈالتے ہیں ۔

سسرال

یہ جیمنی فلم کمپنی کا تیار کردہ ہے جو عام طور پر تاریخی اور مذہبی تصاویر تیار کرتا ہے ۔ اس کی بعض تصاویر عوام میں پسندیدگی اور ہمت ہیں لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اس نے ایک ہی قسم کی جھلک تصاویر کو جن الفاظ میں پیش کرنا شروع کر دیا ۔ جبکہ ظرافت تو اس کے پاس اتنا ہے جتنی ہی نہیں ۔ یہ بد مذاقی سودہ بتدریج ترقی کرتے کرتے چھچھورپن تک پہنچ گئی ہے جبکہ [illegible] کس طرح پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتا ۔ اس کے علاوہ جس طرز معاشرت کو فلم کی تصاویر میں پیش کیا جاتا ہے وہ قطعی ہندوستانی معاشرت نہیں کہا جا سکتا ۔ کہانی کے کردار کے افکار و خیالات مغربی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں آزادی خیالی حد سے متجاوز ہو کر اخلاق سوزی تک پہنچ جاتی ہے واقعات کو انتہائی ہیجان انگیز طور پر ترتیب دیا جاتا ہے ۔ حتیٰ کہ مکالمے ، اداکاری ، رقص اور گانوں میں بھی اس کا عنصر غالب رہتا ہے سسرال بھی انہیں تمام روایتی خصوصیات کی حامل ہے بلکہ شاید سابقہ ریکارڈ کو توڑنے والی ہے جس میں علاوہ ہیجان انگیز معاشقے کے فراری ، اغوا ، وحشی بد تہذیبی اور بے حیائی کے مناظر پیش کئے گئے ہیں ۔

کنوارا باپ

اس فلم کو دیکھ کر بے ساختہ ہمیں غالب مرحوم کا یہ شعر یاد آ گیا کہ ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

نرگس اور بھارت بھوشن کے نام کا جب موٹے موٹے حرفوں میں عرصہ سے پرچار کیا جا رہا تھا کہ [illegible] اور ہندوستانی [illegible]

جب سارے ڈھول کا پول کھل کر رہ گیا ۔ واقعہ یہ ہے کہ اس تصویر کو بمبئی ٹاکیز کی کسی معمولی سے معمولی تصویر کے مقابلہ پر بھی نہیں رکھا جا سکتا ۔ یہ بھی سسرال کی طرح ابتداء سے انتہا تک سوقیانہ مذاق ، بازاری ذہنیت اور اخلاق سوز حرکات کا گنجینہ زریں اور گلدستۂ رنگین ہے ۔ اور مکالموں کی ادبیت کے کیا کہنے گویا کہ بد مذاقی کے موتی جڑ دیئے ہیں جن کے ایک ایک لفظ پر حدود ادب وجد کرنے لگتی ہے اور مقامات داں انگشت بدنداں نظر آتی ہے ۔ اس تصویر کے جاذب نظر اور سیدھے سادے ہیرو ہیروئن نے متحرک کردار اور پیلے جنس کی جذبات انگیز اداکاری کی نقل اتارنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ۔ کنوارا باپ (جو انگریزی تصویر کا مسخ شدہ چربہ ہے) کے ہیرو کو جیسے ناک کی کٹنے کا علاج کرا لینا چاہیے تھا کیونکہ جو آواز بجائے حلق کے غیر فطری طور پر ناک سے نکلے وہ سامعہ نواز کبھی نہیں بن سکتی اسی طرح ہیروئن کو اور زیادہ میک اپ کی ضرورت تھی ۔ فی الحال ہم فنی حیثیت سے کوئی بحث کرنا نہیں چاہتے ہیں تو صرف اس بات کا جواب درکار ہے کہ ایسے مخرب اخلاق ، ہیجان انگیز اور غیر واقعی حادثات محبت کو پردۂ سیمیں پر پیش کرنے سے خداوندان فلم کا حقیقی مقصد کیا ہے وہ ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے مقدس جسم میں سم آلود نیزوں سے زہر پھیلانے اور زہر بیلے تیروں سے رنگ محبت پر عمل جراحی کرنے پر وہ کیوں کمربستہ ہو گئے ہیں ۔

" ایک تماشائی "

ارکانِ بلدیہ کا ایک پیش کش

خدمت جناب کمشنر صاحب اے۔آر۔پی

جناب عالی

اس میں شک نہیں کہ اے۔آر۔پی کا محکمہ جن اغراض و مقاصد کے تحت قائم ہوا ہے وہ بالخصوص شہریوں ہی کے فلاح و بہبود سے متعلق ہے چونکہ شہر اور شہریوں کا تعلق بلدیہ سے ہے اس لئے محکمہ مذکور نے ابتداء ہی سے شہریوں کے نمائندے یعنی ارکان بلدیہ کے تعاون عمل کی ضرورت محسوس کی۔

اے۔آر۔پی کی خواہش پر پورے تیرہ حلقوں کے ارکان منتخبہ اے۔آر۔پی کے ہر کام میں ہاتھ بٹاتے تھے اور چیف وارڈن یا اے۔آر۔پی افسر بھی مشورہ طلب کرتے تھے اس حد تک ان کے ممد و معاون ثابت ہوتے رہے۔

چیف وارڈن کی خواہش پر اکثر ارکان بلدیہ نے اپنے اپنے حلقہ میں وارڈنوں کی تعلیم کے معقول انتظامات کئے اور بڑی حد تک اہالیان حلقہ میں اے۔آر۔پی کا شعور پیدا کرایا نیز پوسٹ وارڈن اور ڈپٹی وارڈن بھی مقرر کردئے تھے ہر سال حلقوں میں اے۔آر۔پی کا کام سہولت سے کیا جا رہا تھا ایک بھلی ہوئی حالت میں ترقی کی طرف گامزن تھا۔ ارکان بلدیہ اور چیف وارڈن میں ایک قسم کا باہمی ربط قائم تھا۔ ان کے وقتاً فوقتاً مفید مشوروں کے مطابق ہر قدم آگے بڑھایا جا رہا تھا۔ لیکن افسوس کیا تھا اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اے۔آر۔پی نے بلدہ کو تین ڈویژن میں تقسیم کر دیا اور ہر ڈویژن پر ایک ایک ڈویژنل وارڈن مقرر کر دیا گیا۔ اس میں شک نہیں یہ تینوں ڈویژنل وارڈنس ارکان بلدیہ ہی ہیں لیکن وہ بلدیہ کی نمائندگی نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کی یہ نمائندگی شخصی ہے۔ بلدیہ کے نمائندے صحیح معنی میں اس صورت میں کہلا سکتے جبکہ اے۔آر۔پی کا محکمہ مجلس بلدیہ سے اس امر کی خواہش کرتا کہ اس خاص کام کے لئے تین ارکان بلدیہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا بلدیہ اپنے تین نمائندوں کو بھیجتا چونکہ یہ بلدیہ کا فیصلہ ہوتا اس لئے ہر رکن بلدیہ ان کو اپنی جماعت کے نمائندے سمجھنے پر مجبور ہوتا مگر اب موجودہ شکل میں مجلس بلدیہ کی قطعاً نمائندگی نہیں ہے اس لئے ہم باقی ارکان منتخبہ معترض ہیں۔

اگر ارکان منتخبہ کی اکثریت اے۔آر۔پی کے کاموں میں حصہ لینے میں دلچسپی نہ لے تو محکمہ کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں ہونا چاہئے کہ جو کام پبلک کے مفاد کی خاطر انجام دئے جا رہے ہیں اس میں ہاتھ بٹانے سے پبلک کے راست نمائندے گریز کر رہے ہیں۔

حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ ارکان منتخب پبلک کی ہر ممکن خدمت انجام دینے کے لئے ہر وقت منتظر اور مستعد رہتے ہیں بشرطیکہ دست تعاون کی خواہش صاف پیرائے میں کی گئی ہو۔

ہم منتخبہ ارکان بلدیہ خوشی سے محکمہ اے۔آر۔پی کے ہر کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ محکمہ مذکور تین کے بجائے حسب سابق تیرہ ڈویژن بنائے یعنی بلدیہ کے مقررہ تیرہ حلقوں کو تیرہ ڈویژن قرار دے اور ہر حلقہ کا رکن مستقلاً ڈویژنل وارڈن قرار دیا جائے اور اس کو وہ تمام اختیارات دئے جائیں جو ایک ڈویژنل وارڈن کو دئے جاسکتے ہیں۔ چیف وارڈن حسب سابق ان تیرہ ڈویژنل وارڈنوں سے ربط قائم رکھیں گے اور وقتاً فوقتاً اپنے مفید اور ضروری مشوروں سے مستفید فرماتے رہیں گے تاکہ اس عمل سے اور بھی سہولت ہو جائے۔

ہم اس امر کو ضرور محسوس کرتے ہیں کہ اے۔آر۔پی کے اخراجات بہت بڑھ چڑھ گئے ہیں حکومت کو ابھی بہت کچھ خرچ کرنا ہے اس لئے ہم خود حکومت اور محکمہ اے۔آر۔پی کو مشورہ دیں گے کہ خرچ بہت سوچ سمجھ کر کیا جائے اور صرف ایسے ہی مدات پر رقم صرف ہو جو ضروری اور ناگزیر ہوں۔ اس لحاظ سے ہم قطعاً اس چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ منتخب ارکان بلدیہ کو جو پبلک کے سچے نمائندے ہیں اے۔آر۔پی خدمات کے سلسلہ میں کچھ معاوضہ دیا جائے وہ جس طرح بلا معاوضہ بلدیہ کی خدمات انجام دیتے چلے آرہے ہیں اسی طرح ان کا فرض ہے کہ عوام کی اس اہم ترین خدمات کو بھی بغیر کسی معاوضے کے انجام دیں اور ہم ہر ایسی خدمت کے انجام دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری اس وضاحت اور ایک اہم حقیقت کے اظہار کے بعد محکمہ اے۔آر۔پی کو اس مفید مشورے سے اتفاق کرنے میں ہرگز دریغ نہ ہوگا۔

آخر میں ہم اس خصوص میں وزیر دفاع ارباب کونسل اور نواب صاحب صدر اعظم بہادر یا لقابہٗ کی خاص توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں نیز یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر محکمہ نے بلا غور و خوض ہمارے اس مخلصانہ پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ممکن ہے ارکان منتخب کو اے۔آر۔پی کے کاموں میں اپنی جولانیاں اور سرگرمیاں دکھانے کا بہتر موقع نہ مل سکے۔

اس کی ایک ایک نقل عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر، وزیر دفاع اور معزز اراکین باب حکومت سرکار عالی کی خدمت میں پیش ہے۔

(۱) راجہ رگھوبیر جی صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی (عثمانیہ) رکن بلدیہ حلقہ دوم اندرون۔ (۲) سید محمد حسن صاحب بی۔اے۔ ایل ایل۔بی (عثمانیہ) وکیل ہائیکورٹ رکن بلدیہ حلقہ سوم اندرون۔ (۳) مولوی غلام محمد خان صاحب ایم۔اے (عثمانیہ) رکن بلدیہ حلقہ اول بیرون۔ (۴) راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب او۔بی۔ای۔ رکن بلدیہ حلقہ دوم بیرون۔ (۵) ایم۔پی ڈال جی صاحب رکن بلدیہ حلقہ سوم بیرون۔ (۶) سریدھر نائک صاحب بارایٹ لا وکیل ہائیکورٹ رکن بلدیہ حلقہ ب۔ (۷) حکیم ہارون داس صاحب ویدیان ویدیہ رکن بلدیہ حلقہ ج۔ (۸) مولوی محمد امر اللہ صاحب صدیقی بارایٹ لا وکیل ہائیکورٹ رکن بلدیہ حلقہ د۔ **نوٹ**۔ اگر کوئی امر وضاحت طلب ہو تو پتہ ذیل پر مطلع فرمایا جائے۔

غلام محمد خان ایم۔اے (عثمانیہ) رکن بلدیہ حلقہ اول بیرون، چکل گوڑہ۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مجلس عاملہ ہندو پرجا منڈل کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں اس امر پر اظہار اطمینان کیا گیا کہ حکومت کی جانب سے مسٹر شیونت راؤ جوشی جنرل سکریٹری منڈل کے ساتھ سیاسی قیدیوں کا برتاؤ کیا جارہا ہے نیز حکومت کو اس جانب توجہ دلائی گئی کہ چونکہ ہندو پرجا منڈل ہی ہندوؤں کی تنہا نمائندہ جماعت ہے اس لئے ہندو مفاد کے مدنظر مسٹر جوشی کو رہا کیا جائے تو اس کے نہایت اچھے اثرات مترتب ہوں گے۔

ہندوستان کی صورت حال پر عموماً اور حیدرآباد کی صورت حال پر خصوصاً غور و خوض کرنے کے لئے مجلس عاملہ آندھرا کانفرنس کا اجلاس ۲۰ آبان کو مسٹر رامکشن راؤ کی صدارت میں منعقد ہوگا۔

سٹی آف حیدرآباد کہاری پرجا سنگھ اس ہفتے آج جلسہ میں کہاری ہفتہ منایا جائے گا اور اس سلسلہ میں ملکی یارڈ میں ایک جلسہ عام بھی ہوگا۔

گذشتہ یکشنبہ کو چکڑپلی میں مخالف جاپان یوم منایا گیا۔ جلسہ کی صدارت مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر رعیت نے کی تقریر کے دوران میں مسٹر نرسنگ راؤ نے مجلس دفاع سے ہندو ارکان کے استعفا کا ذکر کیا اور لوگوں کو عدم تشدد پر کاربند رہنے کی تلقین کی۔ اس جلسہ میں مسٹر نارائن ریڈی سابق صدر آندھرا کانفرنس بھی شریک تھے۔

مسٹر پی۔ایچ۔ گنیکر جنرل سکریٹری ہندو پرجا منڈل جو کل ہند ہندو مہا سبھا کی خصوصی دعوت پر اس کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۲۵ اگسٹ میں شرکت کے لئے گئے تھے انھوں نے وہاں مختلف اصحاب سے مختلف امور پر گفتگو کی۔ مسٹر جوالا پرشاد سے امور دفاع کے سلسلہ میں مسٹر چوکندر سنگھ سے سنگل سنگھ کے معاملہ میں جو ہیم کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں، مسٹر ایم۔ ایس۔ اپنے سے امور تعلیم کے متعلق، مسٹر گوکل چند نارنگ اور مسٹر جیرام جی سے حیدرآباد کی شہری آزادی سے متعلق گفتگو کی۔

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر حکمت سے شائع ہوا